

1098 - یہودی اور مسلمان اکٹھے اور سلامتی سے کیوں نہیں رہتے

سوال

میں صرف تصحیح کر غرض سے بات کر رہا ہوں -

کہ کتاب مقدس (انجیل) کے مطابق کوئی ایسا ملک نہیں جس کا نام اسرائیل رکھا گیا ہو ، بلکہ فلسطین ہے تو عرب اور یہودی دونوں سید ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور حقیقتاً بھائی ہیں تو پھر وہ اکٹھے ہو کر ایک ملک جسے فلسطین کہا جاتا ہے کیوں نہیں رہتے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اس سوال کا جواب درج ذیل نقاط میں دینا ممکن ہے :

- اس میں کسی قسم کا کوئی شک شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ابراہیم علیہ السلام موحد اور ملت حنیفی پر تھے اور وہ کافروں اور مشرکوں میں سے نہیں تو یہودی اگرچہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں لیکن انہوں نے ملت ابراہیمی کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا شروع کر دیا ، اور یہ گمان کر بیٹھے کہ (نعوذ باللہ) عزیز علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں -

اور یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ بخیل اور اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں ، اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کافقیر اور ہم غنی ہیں ، اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آسمان وزمین کو چھ دنوں میں بنایا تو تھک گیا اور ہفتہ کے دن اس نے آرام کیا - اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ان اقوال سے منزہ اور پاک و بلند ہے - اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ اختیار کی اور انبیاء کو قتل کیا --- الخ اور اسی طرح ان کی اور بھی خرافات اور انحراف ہیں -

- توجب یہ افتراق اور اختلاف ثابت ہو چکا ہے تو مومن و موحد اور کافر مشرک کے درمیان کوئی اخوت اور بھائی چارہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی سے کہا :

{ (مسلمانوں) تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں میں بہترین نمونہ ہے ، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا یہ کہہ دیا کہ تم تو تم سے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تم جن جن کی عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں ، تم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک کہ تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان نہ لے آؤ -

ہمارے اور تمہارے درمیان بغض و عداوت و دشمنی ظاہر ہوگئی ، لیکن ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ سے اتنی بات تو ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے ضرور استغفار کروں گا اور تمہارے لئے مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز کا کچھ بھی اختیار نہیں ہے ، اے ہمارے رب ہم تجھ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری طرف ہی رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی لوٹنا ہے ۔

اے ہمارے رب تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال ، اور اے ہمارے رب ہماری خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کر دے ، بیشک تو ہی غالب و حکمت والا ہے ، یقیناً تمہارے لئے ان میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) پر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو ، اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز ہے اور تعریفات کے لائق ہے { الممتحنۃ (4 - 6)

تو جب یہ دشمنی اور انفصال ثابت ہوچکا ہے ، اور پھر عداوت و دشمنی اور برات کا اظہار اور جو کچھ اس لوازمات میں مثلاً اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد و قتال کرنا ایک ایسا امر اور معاملہ ہے جس سے کوئی مفر نہیں اور نہ ہی اسے ترک کیا جاسکتا اور اس سے علیحدہ نہیں ہو ا جاسکتا ۔

توجب اللہ تعالیٰ کی یہ سنت اور طریقہ اور اس کی حکمت کا تقاضہ ہے کہ کچھ مومن اور کچھ کافر ہوں تو اس بغض و عداوت اور دشمنی کا وجود ضروری ہے ، اور پھر بات یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی سنت و طریقے کو بدلہ ہو ا نہیں دیکھیں گے ۔

– پھر یہ کہ یہودی جو کہ ظالم اور غاصب – انہوں نے ظلم و ستم زیادتی کی اور انکی خیانت اور زمانہ قدیم سے اور آج بھی ان کا دھوکہ و فریب اور شر و فساد معروف ہے – ہیں ان کے ساتھ مسلمان اور موحد لوگوں کا مل جل کر رہنا ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے ، جن کے آدمیوں کو یہودیوں نے قتل کیا اور ان کے بیٹوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں رکھا اور ان کے گھروں کو منہدم کر کے ان کی زمین پر غصبانہ قبضہ کر رکھا ہے ، اور ان کی معیشت و رزق میں ان سے لڑ رہے ہیں ، اور پھر ان غاصبوں نے ان مظلوم قیدیوں پر کمیائ اور اشعائ تجربات کیئے اور ان کے جسم میں سے بعض کو نکال کر یہودی مریضوں کو لگا دیئے ، اس کے علاوہ وہ ظلم و ستم جو کہ بیان نہیں کیا جاسکتا تو ان کے ساتھ کیسا رہا جا سکتا ہے ؟

– اس پر مستزاد یہ یہودی غدرو فریب اور خیانت میں ید طولی رکھتے ہیں ، ان پر مطلقاً کسی بھی طرح بھروسہ کیا ہی نہیں جاسکتا ۔

اور اس وقت ان کا جو سلوک ہے وہ مشاہدات اور دلائل سے واضح ہے تو کیا کوئی ایسا معاہدہ یا اتفاق ہے جو ہوا ہو اور ان یہودیوں نے اس کی پاسداری کی اور اس پر عمل کیا ہو ؟

تو یہ سب کچھ اس مسلمان کے لئے جو کہ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کو جانتا ہو جو ان کے متعلق کتاب عزیز میں کہیں گئے ہیں کوئی نئی بات نہیں کہ ابھی ظاہر ہوئی ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہودیوں کے متعلق فرمایا ہے جس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے :

یہ لوگ جب بھی کوئی عہد کرتے ہیں تو ان کی ایک نہ ایک جماعت اسے توڑ دیتی ہے بلکہ ان میں سے اکثر ایمان سے ہی خالی ہیں البقرة (100)

– پھر اگر مسلمان اس بات پر راضی بھی ہو جائیں کہ وہ یہودیوں کے ساتھ سلامتی سے رہیں گے تو حکم اور سلطہ اور طاقت کس کی ہوگی؟ کیونکہ اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ اسلام اوپر ہے اس کے اوپر کوئی نہیں آسکتا، اور پھر مسلمانوں کے ملک میں اہل کتاب کے رہنے کی شرط یہ ہے کہ یہودی یا عیسائی اہل ذمہ کی شروط پر رہیں گے اور وہ ذمی بن کر رہیں جس پر مسلمان ان کی حفاظت اور بچاؤ کریں گے، اور ان شرائط میں سے اہم شرط یہ ہے کہ کتابی اپنے کفر و شرک کو مسلمانوں کے ملک میں نہ تو عملی اور نہ ہی قولی طور پر اس کی تشہیر اور ظاہر کریں گے۔

– اور اس لحاظ سے کہ مسلمان اور یہودی تو ایسی قومیں ہیں جو کہ ایک دوسرے سے دینی اور عقیدتا ایک دوسرے سے نفرت اور عداوت دشمنی رکھتے ہیں تو ان کا اکٹھے ہونا ناممکن بلکہ محال ہے، الا یہ کہ ایک دوسرے کو قوت کے بل بوتے پر ختم کر کے رکھ دے۔

بلکہ اس وقت یہودی تو اس بات پر بھی راضی نہیں کہ مسلمان کوئی گڑبڑ کئے بغیر امن کے ساتھ وہاں رہیں، تو اسی لئے وہ قوت کے زور پر مسلمانوں کی زمین چھین کر اس پر یہودی بستیاں قائم کر رہے ہیں، اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کسی بھی طریقہ کے ساتھ فلسطین سے نکال باہر کیا جائے، لہذا بہت سے فلسطینی ملک سے بھاگ کر پڑوسی ممالک میں پناہ گزین کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔

– اور آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر آج مسلمان کمزور اور ذلیل ہو رہے ہیں – یہ کمزوری اور ذلت ان کا دین سے دور ہونے کی وجہ سے ہے – اور یہ کہ اس وقت وہ یہودیوں سے قتال نہیں کرسکتے اور فلسطین آزاد نہیں کروا کر فلسطین میں شریعت اسلامیہ کے احکام نافذ نہیں کرسکتے تو اس کا یہ معنی اور مطلب نہیں کہ یہ سب کچھ ایسے ہی رہتی دنیا تک رہے گا۔

ضرور بضرور ایک دن ایسا آئے گا اور یہ حالات پلٹا کھائیں گے اس کی دلیل یہ ہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اپنے رب کی طرف سے وحی کے ساتھ بولتے ہیں اور اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتے انہوں نے مستقبل کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے :

(تم سے یہودی لڑیں گے تو تم ان پر غالب ہو جاؤ گے حتیٰ کہ پتھر یہ کہے گا کہ اے مسلمان یہ میرے پیچھے یہودی

چھپا ہوا ہے آؤ اور اسے قتل کرو (صحیح بخاری حدیث نمبر (2926) صحیح مسلم حدیث نمبر (2921) ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مسلمان یہودیوں سے لڑ کر انہیں قتل نہیں کر لیتے ، حتیٰ کہ یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپے گا تو پتھر یا درخت کہے گا اے مسلمان اے اللہ تعالیٰ کے بندے یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے آکر اسے قتل کر ، صرف غرقہ کا درخت نہیں کہے گا کیونکہ وہ یہودیوں کے درختوں میں سے ہے) صحیح مسلم (2922)

اے سائل ہم آپ کا اس بات پر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ حقیقت جاننے میں رغبت رکھتے ہیں ، اور یہ کہ آپ نے سوال میں جو ادب اختیار کیا ہے وہ قابل تحسین ہے ۔

تو ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں ، اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کہ آپ کو نجات دے گا اور آپ کی دنیا اور موت کے بعد قبر میں ، اور آخرت میں جس دن حساب و کتاب ہوگا حفاظت فرمائے گا ۔

اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہر خیر و بہلائی کو توفیق دے ، آمین ۔

واللہ تعالیٰ اعلم .